مولانا ظفر علی خاں
(۱۸۷۳ء-۱۹۵۶ء)

حمد

پہنچتا ہے ہر اک مے کش کے آگے دورِ جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطفِ عام اُس کا

گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پہ ذات اس کی
دوئی کے نقش سب جھوٹے، ہے سچا ایک نام اُس کا

ہر اک ذرّہ فضا کا داستاں اس کی سُناتا ہے
ہر اک جھونکا ہوا کا آکے دیتا ہے پیام اُس کا

سراپا مَعصِیَت میں ہوں، سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری، خطا پوشی ہے کام اس کا

مری افتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی
کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن ہے تھام اُس کا

ہوئی ختم اس کی حجت اس زمیں کے بسنے والوں پر
کہ پہنچایا ہے اِن سب تک محمدؐ نے کلام اُس کا

بجھاتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ رہ کر
مگر نور اپنی ساعت پر، رہا ہو کر تمام اُس کا

(حبسیات)

سوالات

۱۔ شاعر نے ''حمد'' میں باری تعالیٰ کی کون کون سی صفات بیان کی ہیں؟

۲۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیے:
دورِ جام، لطفِ عام، تشنہ لب، خطاکوشی، خطاپوشی۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کا تلفظ اعراب کی مدد سے واضح کیجیے:
تشنہ، معصیت، روش، محبت، ساعت، تحمل

۴۔ اس شعر کی تشریح اپنے استاد کی مدد سے خطبہ حجۃ الوداع کے حوالے سے کیجیے۔

ہوئی ختم اس کی حجت اس زمیں کے بسنے والوں پر
کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اس کا

۵۔ اس حمد کے قوافی اور ردیف کی نشان دہی کیجیے۔

☆☆☆☆☆

حفیظ تائب
(۱۹۳۱ء۔۲۰۰۴ء)

نعت

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشرؐ
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیر البشرؐ

دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر، خیر البشرؐ

سر بہ سر مہر و مُروّت ، سر بہ سر صدق و صفا
سر بہ سر لطف و عنایت ، سر بہ سر، خیر البشرؐ

صاحبِ خُلقِ عظیم و صاحبِ لطفِ عمیم
صاحبِ حق ، صاحبِ شقُّ القمر، خیر البشرؐ

کار زارِ دہر میں وجہِ ظفر ، وجہِ سکوں
عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر، خیر البشرؐ

رُو نما کب ہو گا راہِ زیست پر منزل کا چاند
ختم کب ہو گا اندھیروں کا سفر، خیر البشرؐ

کب ملے گا ملّتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال
کب شبِ حالات کی ہو گی سَحر، خیر البشرؐ

در پہ پہنچے کس طرح وہ بے نوا، بے بال و پر
اِک نظر تائبؔ کے حالِ زار پر، خیر البشرؐ

(از۔۔صلوا علیہ وآلہٖ)

سوالات

۱۔ حفیظ تائب کے کسی مجموعے میں سے ایک اور نعت لے کر اپنی کاپی میں لکھیے۔

۲۔ اس نعت میں قافیے اور ردیف کی نشاندہی کیجیے۔

۳۔ خوش خصال، خوش خیال، خوش خبر، خوش نژاد، خوش نہاد اور خوش نظر میں ''خوش'' سابقہ ہے۔ آپ مندرجہ ذیل سابقوں سے پانچ پانچ لفظ بنائیے:

دل، چارہ، سر، صاحب، وجہ، بے

۴۔ ''صاحبِ حق، صاحبِ شق القمر، خیر البشرؐ''

اس مصرعے میں شاعر نے کس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے؟

۵۔ درج ذیل تراکیب کے معنی لکھیے:

مہر و مروّت، صدق وصفا، لطف وعنایت، خلقِ عظیم، لطفِ عمیم، صاحبِ حق، کارزارِ دہر، وجہِ ظفر، وجہِ سکوں، وجہِ درگزر، راہِ زیست، ملّتِ بیضا، اوجِ کمال، شبِ حالات، حالِ زار

۶۔ درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے:

۔ کارزارِ دہر میں وجہِ ظفر، وجہِ سکوں
عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر، خیر البشرؐ

۔ رُو نما کب ہو گا راہِ زیست پر منزل کا چاند
ختم کب ہو گا اندھیروں کا سفر، خیر البشرؐ

۔ کب ملے گا ملّتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال
کب شبِ حالات کی ہو گی سحَر، خیر البشرؐ؟

۷۔ نظم کے آخری شعر میں شاعر نے کیا دعا مانگی ہے؟

☆☆☆☆☆

اکبر اِلٰہ آبادی
(۱۸۴۶ء۔۱۹۲۱ء)

خدا سرسبز رکھے اس چمن کو، مہرباں ہوکر

بہار آئی کھِلے گُل زیبِ صحنِ بوستاں ہو کر
عنادِل نے مچائی دھوم سر گرمِ فغاں ہو کر

بچھا فرشِ زمرّد اہتمامِ سبزۂ تر میں
چلی مستانہ وش بادِ صبا عنبر فشاں ہو کر

عروجِ نشۂ نشوونما سے ڈالیاں جھومیں
ترانے گائے مرغانِ چمن نے شادماں ہو کر

بلائیں شاخِ گل کی لیں نسیمِ صبح گاہی نے
ہوئیں کلیاں شگفتہ روئے رنگینِ بتاں ہو کر

کیا پھولوں نے شبنم سے وضو صحنِ گلستاں میں
صدائے نغمۂ بُلبل اُٹھی بانگِ اذاں ہو کر

ہوائے شوق میں شاخیں جُھکیں خالق کے سجدے کو
ہوئی تسبیح میں مصروف ہر پتّی زباں ہو کر

زبانِ برگِ گُل نے کی دعا رنگیں عبارت میں
خدا سر سبز رکھے اس چمن کو مہرباں ہو کر

(کلیاتِ اکبر)

سوالات

۱۔ اکبرؔ الٰہ آبادی نے اس نظم میں فصل بہار کے مختلف مناظر کی تصویر کشی کی ہے۔ان میں سے چند مناظر کی کیفیت کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۲۔ درجِ ذیل تراکیب کے معنی لکھیے:
سرگرمِ فُغاں، فرشِ زمُرّد، مستانہ وَش، بادِ صبا، عنبر فشاں، مرغانِ چمن، بانگِ اذاں، برگِ گل، ہوائے شوق، زیبِ صحنِ بُوستاں

۳۔ مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کے چار چار ہم قافیہ الفاظ لکھیے:
چمن، گلستان، صبا، بہار

۴۔ اس نظم کے آخری تین شعروں کی نثر بنایئے۔

۵۔ جزو ''الف'' میں کچھ ایسے الفاظ دیے گئے ہیں جن کے متضاد جزو ''ب'' میں موجود ہیں۔آپ ان کے جوڑے لکھیے۔

(الف) بہار، کِھلنا، گُل، پھول، دُعا۔

(ب) خار، کانٹا، بددعا، مرجھانا، خزاں

۶۔ نظم کے آخری شعر میں ''زبانِ برگِ گل'' نے کیا دعا کی ہے؟

☆☆☆☆☆

مولانا الطاف حسین حالؔی
(۱۸۳۷ء۔۱۹۱۴ء)

اسلامی مساوات

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تونگر
کمال اُن میں رہتے ہیں باقی، نہ جوہر
نہ عقل اُن کی ہادی، نہ دین اُن کا رہبر
نہ دنیا میں ذلّت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گزرنا
تعیُّش میں جینا، نمائش پہ مرنا
سدا خوابِ غفلت میں بے ہوش رہنا
دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اِک جہاں ہے
تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں[1] ہے
اگر باغِ اُمّت میں فصلِ خزاں ہے
تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گل فشاں ہے
بنی نوعِ انساں کا حق اُن پہ کیا ہے
وہ اِک نوع، نوعِ بشر سے جُدا ہے

---

[1] شاعر نے شعری ضرورت کے تحت لفظ سامان کو "سماں" لکھا ہے۔

کہاں بندگانِ ذلیل[1] اور کہاں وہ
بسر کرتے ہیں بے غمِ قوت و ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ
مکاں رکھتے ہیں رشکِ خُلدِ جناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہیں رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُن کی
گل و لالہ رہتے ہیں صُحبت میں اُن کی
نفاست بھری ہے طبیعت میں اُن کی
نزاکت ، سو داخل ہے عادت میں اُن کی
دواؤں میں مُشک اُن کی اُٹھتا ہے ڈھیروں
وہ پوشاک میں عِطر ملتے ہیں سیروں

یہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہم جنس کیوں کر
نہیں چین جن کو زمانے سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

---

[1] ''ذلیل'' بمعنی ادنیٰ طبقہ، عام لوگ

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ[1] خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا
خلائق سے ہے جس کو رشتہ وِلا کا
یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

(مسدّسِ حالی)

---

1. یہاں اس حدیث کا مفہوم ادا کیا گیا ہے۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ

یعنی ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے سے حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے۔

سوالات

۱۔ جب کسی قوم کا بیڑا تباہی کے قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے قوم کے کن افراد میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے؟

۲۔ نظم کے حوالے سے بتائیے کہ قوم کے امیروں میں کون کون سے بگاڑ پیدا ہوتے ہیں؟

۳۔ نظم ''اسلامی مساوات'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۴۔ درج ذیل تراکیب کے معنی لکھیے:

بندگانِ ذلیل، خالقِ دوسرا، دمِ نزع، فصلِ خزاں، کتابِ ہدیٰ، گل فشاں، گل ولالہ، ہوا و ہوس

۵۔ درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

دفتر الٹنا، خودی سے گزرنا، بے ہوش رہنا، کمر بستہ ہونا، تدبیر الٹنا، تقدیر کھوٹی ہونا۔

۶۔ نظم ''اسلامی مساوات'' کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' سے چُن کر مترادف الفاظ کے جوڑے بنائیے اور صحیح جواب کالم ''ج'' میں لکھیے۔

الف	ب	ج
کمال	ہوس	
ہادی	خودفراموش	
آہ	ناں	
ہوا	جوہر	
بے ہوش	رہبر	
قُوت	زاری	

۷۔ نظم ''اسلامی مساوات'' کے پہلے اور آخری بند کی تشریح کیجیے۔

۸۔ اگر کوئی نظم چھے چھے مصرعوں کے بندوں پر مشتمل ہو تو اسے ''مسدس'' کہتے ہیں۔ ''اسلامی مُساوات'' کی ہیئت ''مسدس'' ہے اور یہ مولانا حالی کی شہرہ آفاق طویل نظم ''مدوجزرِ اسلام'' (مسدّسِ حالی) سے اقتباس ہے۔ آپ لائبریری سے علامہ اقبال کی کتاب ''بانگِ درا'' لیجیے اور دیکھیے کہ اُن کی نظموں ''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' کی ہیئت کیا ہے اور پھر ان دونوں نظموں کے آخری بند اپنی کاپی میں درج کیجیے۔

☆☆☆☆☆

جوش ملیح آبادی
(۱۸۹۶ء۔۱۹۸۲ء)

سُراغِ راہرو

جہاں زمیں پہ رگڑ کا نشاں ہویدا ہے
دلیل اس کی ہے سانپ اس طرف سے گزرا ہے

نشاں ہلال نُما راہ میں بتاتے ہیں
کہ تھوڑی دور پہ آگے سوار جاتے ہیں

غبارِ راہ نشاں ہے کسی تگ و پو کا
یقین ہوتا ہے نقشِ قدم سے رہرو کا

صنم تراش نہ ہو تو صنم نہیں بنتا
قدم نہ ہو تو نشانِ قدم نہیں بنتا

یونہی یہ راہ کہ ہے جس کا نام کاہ کشاں
یونہی یہ نقشِ قدم ماہ و نیّرِ تاباں

یونہی یہ گردِ سرِ راہ خوش نما تارے
رواں ہیں جن کی جبینوں سے حُسن کے دھارے

زمیں کا نور ہیں اور آسماں کی زینت ہیں
کسی کی شوخیٔ رفتار کی علامت ہیں

(سرود وخروش)

سوالات

۱۔ مختصر جواب دیجیے:

(الف) دیہات میں کسی کچے راستے پر صبح کے وقت رگڑ کا نشان دیکھ کر کیا گمان گزرتا ہے؟

(ب) ''نشانِ ہلال نما'' سے کیا مراد ہے؟ ان سے کس قسم کے سواروں کا تعلق ہے؟

(ج) غبارِ راہ سے تگ و پو کا کیا تعلق ہے؟

(د) آسمان پر کاہ کشاں اور ستارے کس امر کی دلیل ہیں؟

۲۔ درج ذیل تراکیب کے معنی لکھیے:

غبارِ راہ، تگ و پو، نقشِ قدم، نیرِ تاباں، سرِ راہ، شوخیٔ رفتار

۳۔ اس نظم کا مرکزی خیال بیان کیجیے جو چار پانچ سطروں سے زیادہ نہ ہو۔

۴۔ کالم الف اور کالم ب میں دیے گئے الفاظ میں مطابقت پیدا کر کے جواب کالم ج میں لکھیے:

	کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
(i)	رگڑ کا نشاں	تگ و پو	۔
(ii)	نشانِ ہلال نما	حسن کے دھارے	۔
(iii)	غبارِ راہ	سانپ	۔
(iv)	نقشِ قدم	راہرو	۔
(v)	تارے	سوار	۔
(vi)	راہ	کاہ کشاں	۔

۵۔ اس نظم کے آخری تین شعروں کی تشریح کیجیے۔

☆☆☆☆☆

سید ضمیر جعفری

(۱۹۱۸ء۔۱۹۹۹ء)

آدمی

تھا کبھی علم آدمی ، دل آدمی ، پیار آدمی
آج کل زر آدمی ، قصر آدمی ، کار آدمی

گلبُلاتی بستیاں ، مشکل سے دوچار آدمی
کتنا کم یاب آدمی ہے ، کتنا بسیار آدمی

پتلی گردن ، پتلے ابرو ، پتلے لب ، پتلی کمر
جتنا بیمار آدمی ، اتنا طرح دار آدمی

زندگی نیچے کہیں منہ دیکھتی ہی رہ گئی
کتنا اونچا لے گیا جینے کا معیار آدمی

عمر بھر صحرا نوردی کی ، مگر شادی نہ کی
قیس دیوانہ بھی تھا ، کتنا سمجھ دار آدمی

دانش و حکمت کی ساری روشنی کے باوجود
کم ہی ملتا ہے زمانے میں کم آزار آدمی

دل رہینِ صَوْمَعہ ، دستار رہنِ میکدہ
تھا ضمیرِ جعفری بھی اک مزے دار آدمی

پہلے کشتی ڈوب جاتی تھی نظر کے سامنے
اب گرے گا بحرِ اوقیانوس کے پار[1] آدمی

(نشاطِ تماشا)

---

[1] مراد ہے امریکہ

سوالات

۱۔ سیّد ضمیر جعفری نے نظم کے پہلے شعر میں ماضی اور حال کے آدمی کا کس طرح موازنہ کیا ہے؟ وضاحت کریں۔

۲۔ نظم کے دوسرے شعر میں شاعر کا کہنا ہے کہ کُلبلاتی اور گھنی بستیوں میں مشکل سے دو چار آدمی ہی ملتے ہیں۔ اس سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

۳۔ اس شعر کی تشریح کیجیے:

زندگی نیچے کہیں منہ دیکھتی ہی رہ گئی
کتنا اونچا لے گیا جینے کا معیار آدمی

۴۔ اگر چہ اس نظم کے بیشتر اشعار ظریفانہ ہیں لیکن شاعر نے اس نظم میں بڑی سنجیدگی سے انسانوں کے اخلاقی زوال پر غم اور تشویش کا اظہار بھی کیا ہے۔ آپ اپنی رائے کو چار پانچ سطروں میں لکھیے۔

۵۔ خالی جگہوں پر مناسب الفاظ لگا کر مصرعے مکمل کیجیے۔

(الف) کتنا کم یاب آدمی ہے، کتنا---------- آدمی (مکّار، بیمار، بسیار)

(ب) جتنا---------- آدمی، اتنا طرحدار آدمی (بیمار، موٹا، ٹھگنا)

(ج) کتنا---------- لے گیا، جینے کا معیار آدمی (نیچا، اونچا، سستا)

(د) تھا ضمیرِ جعفری بھی اک- ---------- آدمی (رسیلا، چلبلا، مزے دار)

۶۔ شاعر نے اس شعر میں کیا بات کہنے کی کوشش کی ہے؟

پہلے کشتی ڈوب جاتی تھی نظر کے سامنے
اب گرے گا بحرِ اوقیانوس کے پار آدمی

☆☆☆☆☆

أسرارالحق مجاز
(۱۹۱۰ء-۱۹۵۶ء)

نوجوان سے خطاب

جلالِ آتش و برق و سحاب پیدا کر
اجل بھی کانپ اُٹھے، وہ شباب پیدا کر

صدائے تیشۂ مزدور ہے تیرا نغمہ
تو سنگ و خشت سے چنگ و رُباب پیدا کر

ترے قدم پہ نظر آئے محفلِ انجم
وہ بانکپن، وہ اَچھوتا شباب پیدا کر

ترا شباب امانت ہے ساری دنیا کی
تو خارزارِ جہاں میں گُلاب پیدا کر

سکون خواب ہے بے دست و پا ضعیفی کا
تو اِضطراب ہے خود اضطراب پیدا کر

بہے زمیں پہ جو تیرا لہو تو غم مت کر
اسی زمیں سے مہکتے گلاب پیدا کر

(آہنگ)

سوالات

۱۔ ''اجل بھی کانپ اٹھے، وہ شباب پیدا کر'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

۲۔ ''صدائے تیشۂ مزدور'' کا مفہوم دو سطروں میں بیان کیجیے۔

۳۔ درج ذیل تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سنگ و خشت، چنگ و رباب، محفلِ انجم، خارزارِ جہاں، بے دست و پا

۴۔ درج ذیل کا درست تلفظ اعراب کے ذریعے واضح کیجیے:

برق و سحاب، چنگ و رباب، انجم، اضطراب۔

۵۔

ترا شباب امانت ہے ساری دنیا کی
تو خارزارِ جہاں میں گلاب پیدا کر

اس شعر میں شاعر نے نوجوانوں کو بہت پاکیزہ اور تعمیری مشورہ دیا ہے۔ اس کی وضاحت کیجیے جو تین چار سطروں پر مشتمل ہو۔

۶۔ ''نوجوانوں سے خطاب'' میں شاعر کیا پیغام دیتا ہے؟

۷۔ اس نظم میں شاعر نے انقلاب کے حوالے سے کیا کیا باتیں کی ہیں؟ انھیں اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆☆☆☆☆

مجید امجد
(۱۹۱۴ء۔۱۹۷۴ء)

ایک کوہستانی سفر کے دوران میں

تنگ پگڈنڈی، سرِ کہسار بل کھاتی ہوئی
نیچے ، دونوں سمت ، گہرے غار منہ کھولے ہوئے
آگے ، ڈھلوانوں کے پار ، اک تیز موڑ ، اور اس جگہ
اک فرشتے کی طرح نورانی پر تولے ہوئے
جھک پڑا ہے آ کے رستے پر کوئی نخلِ بلند
تھام کر جس کو ، گزر جاتے ہیں آسانی کے ساتھ
موڑ پر سے ڈگمگاتے رہروؤں کے قافلے
ایک بوسیدہ، خمیدہ پیڑ کا کمزور ہاتھ
سیکڑوں گرتے ہوؤں کی دستگیری کا امیں
آہ! ان گردن فرازانِ جہاں کی زندگی
اک جُھکی ٹہنی کا منصب بھی جنھیں حاصل نہیں!!

(لوحِ دل)

سوالات

۱۔ ''ایک کوہستانی سفر کے دوران میں'' میں جو تمثیل بیان ہوئی ہے اسے اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۲۔ اس نظم کا مرکزی خیال لکھیے جو چار پانچ سطروں سے زیادہ نہ ہو۔

۳۔ الفاظ کے متضاد لکھیے:

تنگ، نیچے، آگے، پار، تیز، فرشتہ، بلند، آسان، فراز، زندگی

۴۔ درج ذیل کا تلفظ اعراب کے ذریعے واضح کیجیے:

سمت، کہسار، خمیدہ، منصب، نخلِ بلند

۵۔ درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے:

ٹل کھانا، منہ کھولنا، پر تولنا، جھک پڑنا، ڈگمگا جانا، دستگیری کرنا۔

☆☆☆☆☆

احسان دانش

(۱۹۱۴ء۔۱۹۸۲ء)

تغیّر

اے ہم نشیں ! کلام برا لا کلام ہے
سُن! زندگی تغیرِ پیہم کا نام ہے

راتوں کو ہے سَحَر کی تجلّی کا انتظار
ہے ہر صدا فراقِ خموشی میں بے قرار

سوئے خزاں، بہارِ گلستاں روانہ ہے
ہر برگ کا سکوت سراپا فسانہ ہے

نکہت کی کوششیں کہ نکلنا نصیب ہو
موسم کو یہ لگن کہ بدلنا نصیب ہو

شمس و قمر کو ضد ہے کہ گرمِ سفر رہیں
بے رنگیوں میں خالقِ شام و سحر رہیں

شہروں میں انقلاب، بیاباں میں انقلاب
محفل میں انقلاب، شبستاں میں انقلاب

کس پر یہاں تغیرِ نو کا فسوں نہیں
اس بزم میں نصیب کسی کو سکوں نہیں

(نفیرِ فطرت)

سوالات

۱۔ مختصر جواب دیجیے:

(الف) احسان دانش نے زندگی کو کس چیز سے تعبیر کیا ہے؟

(ب) رات کے سماں کو کس کا انتظار رہتا ہے؟

(ج) ہر صدا کس کے فراق میں بے قرار رہتی ہے؟

(د) بہارِ گلستاں کس جانب روانہ رہتی ہے؟

(ہ) نکہت کی کیا کوشش ہوتی ہے؟

(و) موسم کو ہر آن کیا لگن رہتی ہے؟

(ز) شمس و قمر کس بات پر بضد رہتے ہیں؟

۲۔ مناسب الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کیجیے:

(الف) راتوں کو ہے------------ کا انتظار

(ب) ہے ہر صدا------------ میں بے قرار

(ج) سوئے خزاں-- --------روانہ ہے

(د) شمس و قمر کو ہے ضد کہ------ رہیں

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کا تلفظ اعراب کی مدد سے واضح کریں۔

تغیر، سحر، نکہت، تجلی، فسوں، بزم

۴۔ اس نظم میں مندرجہ ذیل مرکبات استعمال ہوئے ہیں آپ مزید پانچ مرکبات لکھیے:

فراقِ خموشی، سوئے خزاں، بہارِ گلستاں، گرمِ سفر، خالقِ شام و سحر

۵۔ کالم الف اور کالم ب میں سے چن کر متضاد الفاظ کے جوڑے بنائیے اور صحیح جواب کالم ج میں لکھیے:

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
تغیر	حضر	
فراق	وصل	
خزاں	ثبات	
سفر	شام	
سحر	بہار	

۶۔ اس شعر کی تشریح کیجیے:

کس پر یہاں تغیرِ نو کا فُسوں نہیں
اس بَزم میں نصیب کسی کو سکوں نہیں

۷۔ اس نظم کا مرکزی خیال لکھیے جو چار پانچ سطروں سے زیادہ نہ ہو۔

۸۔ علامہ اقبال کے اس شعر کے مفہوم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تغیر کے موضوع پر ایک مضمون لکھیے۔

سکوں محال ہے قدرت کے کار خانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں